کئی سالوں کے ایڈوانس کرائے میں دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Aqs-2760

تاریخ اجراء: 13 رمضان المبارک 1446ھ / 14 مارچ 2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے ایک دُکان پانچ سال کے لیے کرائے پر لی ہے، جس کے پانچ سالوں کا کرایہ (3 کروڑ روپے بنتا تھا، وہ) میں نے مالکِ دکان کو شروع میں ہی دے کر دُکان اپنے استعمال میں لے لی تھی۔ اس رقم کے علاوہ بھی میں مالک نصاب ہوں، جس کا سال رمضان شریف میں ہی مکمل ہو رہا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ پانچ سال کا جو ایڈوانس کرایہ (3 کروڑ روپے) میں نے مالکِ دُکان کو دیا ہے، اس کی زکوٰۃ مجھ پر ہوگی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں ایڈوانس کرائے کی مد میں آپ نے جو رقم مالکِ دُکان کو دی ہے، اس کی زکوٰۃ آپ پر نہیں بنتی، کیونکہ کرائے دار جب چیز کا کرایہ مالک کو دیتا ہے، تو وہ رقم کرائے دار کی مِلک سے نکل جاتی ہے، اگرچہ طویل عرصے کا کرایہ اکٹھا ایڈوانس میں ہی دے دیا جائے۔ جس شخص کو وہ کرایہ دیا ہے، اُس کی مِلک ہو جاتا ہے اور وہ اس رقم میں ہر طرح کا مالکانہ تصرف کر سکتا ہے۔ کرائے دار (یعنی جس نے وہ رقم ادا کی ہے، اس شخص) کا رقم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا، اسی وجہ سے فقہائے کرام نے بہت واضح طور پر فرمایا ہے کہ اس رقم کی زکوٰۃ بھی کرایہ لینے والے شخص پر لازم ہوگی، کرایہ دینے والے پر نہیں، **لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اب اس تین کروڑ کی رقم کے ساتھ آپ کا تعلق نہیں رہا اور نہ ہی اس کی زکوٰۃ آپ پر لازم ہے،** اس کی زکوٰۃ کا تعلق دُکان کے مالک کے ساتھ ہے کہ اگر زکوٰۃ لازم ہونے کی دیگر شرائط پائی جائیں، تو اس رقم کی زکوٰۃ اُسی مالکِ دُکان پر ہوگی۔

کرایہ پر لی ہوئی چیز کا کرایہ پہلے ہی ادا کر دیا، تو اگلا شخص اس رقم کا مالک ہو جاتا ہے، چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب

”الھدایہ“میں ہے:”الأجرۃ لا تجب بالعقد وتستحق بأحد معان ثلاثۃ: إما بشرط التعجیل، أو بالتعجیل من غیر شرط، أو باستیفاء المعقود علیہ وإذا استوفی المنفعۃ یثبت الملك في الأجر لتحقق التسویۃ. وکذا إذا شرط التعجیل أو عجل؛ لأن المساواۃ تثبت حقالہ وقد أبطلہ“ترجمہ: کرائے کا فقط عقد / ایگریمنٹ کرنے سے اجرت لازم نہیں ہوتی، اجرت کا مستحق تین اسباب میں سے کسی ایک کی وجہ سے ہوتا ہے۔(1) یا تو اجرت ایڈوانس دینے کی شرط لگالی جائے۔(2) یا بغیر شرط لگائے(ویسے ہی کرائے دارنے) ایڈوانس اجرت دیدی۔(3) یا جس چیز کا ایگریمنٹ ہوا ہے، وہ پوری ہو جائے۔ جب اس چیز کی منفعت مکمل جائے، تو اجرت میں ملکیت بھی ثابت ہو جاتی ہے برابری کے پائے جانے کی وجہ سے۔ اسی طرح جب ایڈوانس اجرت دینے کی شرط لگائی، یا ویسے ہی ایڈوانس اجرت دیدی،(تو بھی اجرت میں اُس چیز کے مالک کی مِلکیت ثابت ہو جائے گی)، کیونکہ جو مساوات مالک کے لیے بطورِ حق ثابت ہوئی تھی، اس کو اس نے خود ہی باطل کر دیا ہے۔(الھدایہ، کتاب الاجارات، باب الاجر متی یستحق، جلد3، صفحہ 231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

محیط برہانی میں ہے:”وکذا إذا عجل الأجرۃ من غیر شرط ملکھا؛ لأنہ إذا عجل فقد أبطل ما یقتضیہ مطلق العقد“ترجمہ: اسی طرح اگر کرایہ بغیر شرط لگائے ایڈوانس دے دیا، تو چیز کا مالک(جس کو ایڈوانس کرایہ دیا ہے، وہ) اس کرائے میں ملی ہوئی رقم کا مالک ہو جائے گا، کیونکہ جب ایڈوانس کرایہ دے دیا، تو مطلق عقد جس چیز کا تقاضا کرتا تھا، اس کو کرائے دار نے خود ہی ختم کر دیا۔(المحیط البرھانی، کتاب الاجارات، الفصل الثانی، جلد7، صفحہ 400، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ایڈوانس کرایہ دے دیا، تو جس کو دیا ہے، وہ اس میں ہر طرح کا مالکانہ تصرف کر سکتا ہے، چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:”وملك الآجر البدل حتی تجوز لہ ھبتہ، والتصدق بہ، والإبراء عنہ، والشراء، والرھن، والکفالۃ، وکل تصرف یملك البائع في الثمن في باب البیع“ترجمہ: چیز کرائے پر دینے والا شخص اس بدل(اجرت) کا مالک بن جائے گا، یہاں تک کہ وہ رقم گفٹ کرنا، صدقہ کرنا، معاف کرنا، اس کی خرید وفروخت، گروی رکھنا، کفالت وغیرہ ہر وہ تصرف کر سکتا ہے، جو خرید و فروخت کے معاملہ میں چیز بیچنے والا رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔(بدائع الصنائع، کتاب الاجارہ، فصل فی حکم الاجارہ، جلد4، صفحہ 204، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:”اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین(کرایہ پر لینے دینے والے دونوں شخص) بدلین کے مالک ہو جاتے ہیں، مگر یہ مِلک ایک دم نہیں ہوتی، بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتی ہے، مگر جبکہ تعجیل

یعنی پیشگی لیناشرط ہو تو عقد کرتے ہی اُجرت کا مالک ہو جائے گا۔ اجارہ میں اُجرت محض عقد سے مِلک میں داخل نہیں ہوتی یعنی عقد کرتے ہی اُجرت کا مطالبہ درست نہیں یعنی فوراً اُجرت دینا واجب نہیں اُجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں: (1) اُس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اُجرت دیدی دوسرا اس کا مالک ہو گیا یعنی واپس لینے کا اُس کو حق نہیں ہے۔ (2) یا پیشگی لینا شرط کر لیا ہو اب اُجرت کا مطالبہ پہلے ہی سے درست ہے۔ (3) یا منفعت کو حاصل کر لیا۔" (بہارِ شریعت، حصہ 14، جلد 3، صفحہ 109، 110، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اس رقم کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟ خاص اس کے متعلق دلائل:

فتح القدیر میں ہے: "وأما زكاة الأجرة المعجلة عن سنين في الإجارة الطويلة التي يفعلها بعض الناس عقودا فتجب على الآجر لأنه ملكها بالقبض" ترجمہ: طویل اجارہ کرنے میں کئی سالوں کا جو کرایہ ایڈوانس دیا جائے، جیسا کہ لوگ اس طرح کے ایگریمنٹس کرتے ہیں، تو اس رقم کی زکوٰۃ (چیز کے مالک) جس نے وہ چیز کرائے پر دی ہے، اس پر لازم ہوگی، کیونکہ رقم پر قبضہ کرنے کے ساتھ وہ اس کا مالک بن گیا (تو جب وہ مالک بن گیا، تو زکوٰۃ بھی اُسی پر ہی آئے گی)۔ (فتح القدیر، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 165، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اسی طرح بدائع الصنائع میں ہے: "وذكر الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل البخاري في الإجارة الطويلة التي تعارفها أهل بخارى أن الزكاة في الأجرة المعجلة تجب على الآجر؛ لأنه ملكه قبل الفسخ، وإن كان يلحقه دين بعد الحول بالفسخ" ترجمہ: شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل بخاری رحمۃ اللہ علیہ طویل عرصے کے لیے کیے ہوئے اجارے سے متعلق فرماتے ہیں، جو اہلِ بخاریٰ میں معروف تھا کہ اس میں جو ایڈوانس کرایہ دیا جاتا ہے، اس کی زکوٰۃ اس شخص پر لازم ہوتی ہے، جس نے چیز کرائے پر دی ہے (اور اجرت پر قبضہ کیا ہے)، کیونکہ فسخ سے پہلے وہ اس کا مالک ہو گیا ہے اگرچہ سال گزرنے کے بعد اس کو فسخ کرنے کے ساتھ دَین لاحق ہو جائے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 6، مطبوعہ بیروت)

اسی کو احناف کا مؤقف قرار دیتے ہوئے الموسوعہ الفقھیہ الکویتیہ میں یوں مذکور ہے: "ونقله الكاساني عن محمد بن الفضل البخاري الحنفي، وهو قول عند الشافعية: إن الأجرة المعجلة لسنين إذا حال عليها الحول تجب على المؤجر زكاتها كلها، لأنه يملكها ملكا تاما من حين العقد. بدليل جواز تصرفه فيها" ترجمہ: امام ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد بن فضل بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہی شوافع کا قول ہے کہ کئی سالوں کا کرایہ جب ایڈوانس میں ہی دے دیا اور جب اس کرائے پر سال

گزر جائے گا، تو جس شخص نے چیز کرائے پر دی تھی، اس پر اس تمام رقم کی زکوٰۃ نکالنا لازم ہو گا، کیونکہ عقد کے وقت سے ہی وہ ملکِ تام کے ساتھ اس رقم کا مالک ہو گیا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس رقم میں تصرف کرنا اس کے لیے جائز ہے۔ (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیہ، الاجور المقبوضہ، جلد 23، صفحہ 240، مطبوعہ کویت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net